بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ الْأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ أَجْمَعِیْنَ، أَمَّا بَعْدُ:

080: اور نامۂ اعمال کھول دیئے جائیں گے-نامۂ اعمال کیسے دیا جائے گا

العقیدۃ الواسطیۃ لشیخ الاسلام الامام ابو العباس احمد ابن تیمیہ رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔

اور ہم بات کر رہے تھے آخرت پر ایمان کے تعلق سے اور ہم پہنچے ہیں فضیلۃ الشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کے اس قول پر:

"الأمر السادس مما یكون یوم القیامة: وهو ما ذكره المؤلف بقوله: وَتُنْشَرُ الدَّوَاوِينُ" (چھٹا معاملہ جو قیامت کے دن ہوگا (یعنی میدان محشر میں) یہ وہ ہے جس کا ذکر مصنف یعنی شیخ الاسلام نے کیا ہے "بقوله" اپنے اس قول سے "وَتُنْشَرُ الدَّوَاوِينُ" اور نامۂ اعمال کھول دیئے جائیں گے)۔

اور یہ اعمال ہیں: "وهي صحائف الأعمال": دواوین سے مراد جمع دیوان ہے اور یہ وہ رجسٹر یا دفتر ہوتے ہیں جن میں کچھ لکھا جاتا ہے چاہے بیت المال میں جب رجسٹری ہوتی ہے اُس میں ہو یا اُس کے علاوہ بھی کسی اور چیز میں سے اسے دیوان کہتے ہیں اور جمع دواوین ہے۔

"تُنْشَرُ": یعنی الگ الگ کھول دیئے جاتے ہیں۔

"صحائف الأعمال": یہ وہ صحائف ہیں یا نامۂ اعمال ہیں جو فرشتے لکھتے ہیں جن کے ذمے بنی آدم کے اعمال لکھنے کا کام ہے، انسان کے اعمال فرشتے لکھتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۝ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝﴾ (الانفطار: 9-12)۔

یہ عمل لکھ دیا جاتا ہے اور یہ انسان کے لیے لازم ہو جاتا ہے اُس کے گلے میں پڑ جاتا ہے یہ عمل جو انسان کرتا ہے دنیا میں، جب قیامت کا دن ہوگا تو یہ نامۂ اعمال یہ جو کتاب ہے یا رجسٹر جو ہے اسے نکال دیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کتاب کو یا اس نامۂ اعمال کو نکالے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰۗىِٕرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ۭ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ۝ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝﴾ (الاسراء: 13-14)۔

یہ بڑی عظیم اور بہت بڑی دلیل ہے اس معاملے میں اور بہت عظیم پیغامات ہیں، اور شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے اسی آیت کو بطور دلیل پیش کیا ہے اس معاملے میں جبکہ قرآن مجید میں آپ دیکھتے ہیں کہ بہت ساری آیات ہیں جن میں نامۂ اعمال کا ذکر ہے لیکن شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے اس آیت کو بیان کیا ہے آگے (ان شاءاللہ) اس کا بیان کرتے ہیں؛ اس کی تفصیل اور میں مختصر تفسیر جو ہے آگے جب شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ بات کریں گے تو اُس پر بات کریں گے (ان شاءاللہ)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): "قال بعض السلف" (بعض سلف نے یہ کہا ہے) "لقد أنصفك من جعلك حسيبًا على نفسك" (اُس نے تمہارے ساتھ یقیناً عدل وانصاف کیا ہے جس نے تمہیں اپنے اوپر محاسبے کے لیے مقرر کر دیا ہے)۔ اپنا حساب خود لے لیں خود اپنا حساب لینے والا بنا دیا ہے (سبحان اللہ) اب اس سے بڑھ کر کیا عدل وانصاف ہو گا؟!

ذرا غور کریں: ﴿وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ﴾ (اور ہر انسان کو ہم نے لازم کر دیا اُس کا پرندہ اُس کی گردن میں)؛ اور لفظ طائر ہے اس سے مراد عمل ہے جیسے میں آگے بیان کروں گا؛ اور پرندہ کیونکہ اوپر نیچے جاتا ہے جب اُڑان کرتا ہے تو انسان کا عمل بھی اُسے اوپر نیچے کر دیتا ہے یہ مماثلت ہے۔

﴿وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا﴾ (اور قیامت کے دن اُس کے لیے کتاب نکال دیں گے جسے وہ کھلا ہوا پائے گا)؛ کھلی کتاب ہو گی اُس کے سامنے یعنی کھولنے کی دشواری دقت نہیں ہو گی اُسے کھولنا نہیں پڑے گی سامنے کھول کر رکھ دی جائے گی۔

حکم ہو گا: ﴿اِقْرَاْ كِتٰبَكَ﴾ (پڑھو اپنی کتاب) ﴿كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا﴾ (آج کافی ہے تمہارے لیے کہ تم اپنا حساب خود لے لو)۔

اب لکھا کیا جائے گا ذرا غور سے سنیں بڑی پیاری باتیں ہیں: نامۂ اعمال میں جو لکھا جائے گا یا تو نیکیاں ہوں گی اور یا بُرائیاں ہوں گی؛ نیکیوں میں سے کیا لکھا جائے گا؟ تین چیزیں شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ):

(۱) انسان کا نیک عمل لکھ دیا جائے گا، یعنی جو بھی نیک عمل وہ کرتا ہے (نماز پڑھی ہے نیک عمل ہے، دعا کی ہے نیک عمل ہے، روزہ رکھا ہے نیک عمل ہے، والدین سے حسن سلوکی کی ہے نیک عمل ہے، صلہ رحمی کی ہے نیک عمل ہے) کوئی بھی نیک عمل جو کرتا ہے عمل صالح (حسنہ جسے کہتے ہیں) وہ لکھ دیا جاتا ہے۔

(۲)''وما نواه'': جو اُس نے نیت کی ہے وہ بھی نامۂ اعمال میں حسنات میں لکھ دی جائے گی۔

(۳)''وما هَم به'': اور ہر وہ چیز جس کا اُس نے: (ھَم "هَم" کا جب ترجمہ کرتے ہیں ارادہ کہتے ہیں، عربی میں اِس سے بڑھ کر معنی ہے میں بتاتا ہوں ابھی)۔

''فهذه ثلاثة أشياء'': یہ تین چیزیں ہیں:

(۱)''فأما ما عمله، فظاهر أنه يكتب'': عمل جو ہے یہ تو ظاہر ہے لکھ دیا جاتا ہے (نیکیاں ظاہر ہے لکھ دی جاتی ہیں)۔

(۲)نیت کیسے لکھی جائے گی؟ نیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی انسان کسی نیک عمل کرنے کی نیت کرتا ہے لیکن وہ کر نہیں پاتا تو اس کی اِس نیت کا اُجر لکھ دیا جاتا ہے (نیت کا اُجر مکمل طریقے سے لکھ دیا جاتا ہے)۔

اس کی دلیل ایک پیاری حدیث ہے مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ میں، علامہ البانی نے صحیح کہا ہے اس حدیث کو جس میں اس حدیث کا یہ حصہ ہے جو شاہد ہے اس ہمارے موضوع کے تعلق سے کہ نیکی کرنے کی نیت سے صرف اگر نیک عمل یہ شخص نہیں کر سکتا صرف اُس کی نیت کرتا ہے تو اُس کا اُس نیک عمل کی نیت کا اُجر لکھ دیا جائے گا، اُس شخص کا قصہ جس کے پاس مال تھا دولت تھی اور وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں یعنی خیر کے راستوں میں اُسے خرچ کرتا تھا تو ایک فقیر نے کہا اُسے دیکھ کر کہ اگر میرے پاس بھی مال ہوتا تو میں بھی اس فلاں شخص کے عمل جیسا عمل کرتا (یعنی میں بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں بھلائی کے راستے میں اللہ کے لیے یعنی یہ اچھا عمل کرتا اور اللہ کے راستے میں خرچ کرتا)؛ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''فَهُوَ بِنِيَّتِهِ فَأَجْرُهُمَا سَوَاءٌ'' (یہ شخص اپنی نیت کے ساتھ ہے (اپنی نیت پر ہے) دونوں کا اُجر برابر ہے)۔

دیکھیں جس بندے نے نیک عمل کیا ہے نیت کی ہے عمل بھی کیا ہے اُس کی نیت کا اُجر بھی ہے اُس عمل کا اُجر بھی ہے اس لیے جب ہم ایک بھلائی کرتے ہیں اُس کا دس گنا سے سات سو گنا کیوں زیادہ ہے؟ صرف ایک چیز نہیں ہے؛ آپ کا اخلاص کتنا ہے (اخلاص تو اساس ہے کتنا مضبوط ہے) آپ کتنی چاہت سے کر رہے ہیں کتنی محبت سے کر رہے ہیں اور پھر اس عمل کی کتنی مشقت تھی آپ کے لیے، کتنی آسانی تھی کتنی مشکل تھی یہ ساری چیزیں کاؤنٹ کرتی ہیں اگرچہ عمل تو ایک کیا ہے۔

(۳)اب اس کی کیا دلیل ہے کہ نیت تو برابر ہے نیت کا اُجر برابر ہے لیکن عمل کا اُجر اُسے نہیں ملے گا جس نے یہ عمل نہیں کیا ہے صرف خواہش یا نیت کی ہے؟ اس کی دلیل بھی ہے دلیل دیکھیں، متفق علیہ حدیث میں آیا ہے کہ: ''فُقَرَاءُ المُهَاجِرِينَ''۔

(آپ جانتے ہیں مہاجرین رضی اللہ عنہم؟ جو صحابہ ہیں جب ہجرت کی ہے سب کچھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں قربان کرنے کے بعد تو فقراء ہو گئے؛ عجیب سے بات ہے ناہم زندگی بھر کماتے ہیں امیر ہونے کے لیے انہوں نے زندگی کی کمائی لگا کر فقیر ہو گئے! اور فخر ہے شرف ہے کہ کوئی شخص اللہ کے لیے فقیر ہو جائے یہ سب کے بس کی بات نہیں ہے (اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے))۔

تو انہوں نے عرض کی ہے (ان فقراء مہاجرین نے) اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ جو مالدار لوگ ہیں اُہل الدثور جو ہیں "سَبَقُونَا" یعنی ہم سے سبقت حاصل کر گئے اُجر و ثواب میں (سبحان اللہ؛ یعنی اُن کے پاس مال ہے وہ خرچ کرتے ہیں اللہ کے راستے میں، ہمارے پاس مال نہیں ہے اس معاملے میں وہ ہم سے آگے چلے گئے ہیں)۔

دیکھیں فکر کس چیز کی ہے؟ ﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ﴾ (البقرة:148) خیر میں ایک دوسرے سے سبقت حاصل کریں)؛ عملی مثال دیکھیں آپ یعنی اُن کو یہ رنج نہیں ہے کہ ہمارے پاس پیسہ نہیں ہے مال نہیں ہے دولت نہیں ہے؛ کمپٹیشن (Competition) مال میں نہیں ہے کس میں ہے؟ مال خرچ کرنے میں ہے کہ کون اللہ کے راستے میں زیادہ خرچ کرتا ہے؛ آج ہمارا کمپٹیشن (Competition) کیا ہے؟ کون زیادہ مال حاصل کرتا ہے ہماری تگ ودَو یہیں پر لگی رہتی ہے (سبحان اللہ)۔

تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا ہے؛ دیکھیں حل دیکھیں اور بڑا پیارا علاج ہے بڑا آسان حل ہے، یعنی تم اُن سے آگے جانا چاہتے ہو سبقت حاصل کرنا چاہتے ہو تمہارے پاس پیسہ اگر نہیں ہے اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے لیے اور الٹرنیٹ (Alternate) راستے بتاتا ہوں اور ایک طریقہ کیا ہے کیا طریقہ ہے، فرماتے ہیں: "تُسَبِّحُونَ، وتَحْمَدُونَ وتُكَبِّرُونَ، دُبُرَ كُلِّ صَلاةٍ ثَلاثًا وثَلاثِينَ" (ہر نماز کے بعد 33 مرتبہ آپ پڑھیں سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر): تو خوش ہو گئے اُن کا کام بن گیا انہوں نے پڑھنا شروع کر دیا پتہ چلا مالدار لوگوں کو کہ اب اس میں بھی اُجر و ثواب ہے تو انہوں نے بھی شروع کر دیا پڑھنا نماز کے بعد (پھر دیکھیں کمپٹیشن (Competition) دیکھیں سبقت دیکھیں)، پھر پتہ چلا گیا کہ یہ بھی یہ پڑھ رہے ہیں پھر عرض کرتے ہیں کہ دیکھیں اب انہوں نے بھی شروع کر دیا ہے یہ کام! پھر جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! (اب دیکھیں

شکایت دیکھیں) کہ اب مالدار لوگوں نے بھی ہمارے بھائیوں نے بھی یہ عمل شروع کر دیا ہے تسبیح شروع کر دی ہے نماز کے بعد اب ہم کیا کریں؟! اب کچھ ایسی چیز بتائیں کہ ہم اور آگے چلے جائیں۔

دیکھیں خیر کے راستے اور بھی تھے لیکن اس کی کیا لمٹ (Limit) ہوتی وہ بھی وہی عمل کرتے پھر آ جاتے؛ تو جیسے کہتے ہیں نا کہ ایک جذری حل اور فائنل مسئلہ حل کر دیا ایک جملے میں بس؛ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ذٰلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ'' (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہے عطا کر دے)۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ تم لوگوں کی نیت ہی کافی ہے؛ تو وہ اپنی نیت سے اُن کے عمل کا ادراک کر لیتے یا اُن کے عمل کا اُجر پا لیتے۔

دیکھیں اب اس کا استدلال کہاں سے لیا ہے؟ بات کیا ہو رہی ہے؟ کہ نامۂ اعمال میں کون سی نیکیاں لکھی جائیں گی؟ مذکورہ تین چیزیں لکھی جائیں گی نامۂ اعمال میں؛ نامۂ اعمال میں یا تو نیکیاں ہوں گی حسنات یا سیئات اب حسنات میں کیا چیزیں لکھی جائیں گی تین چیزیں ہیں:

(۱) "عمل صالح": جو نیکی ہو گی وہ لکھی جائے گی۔

(۲) "نیت": عمل صالح کی نیت کرنا لیکن عمل نہیں کوئی کر سکا لیکن صرف نیت کی ہے تو نیت کا اُجر لکھ دیا جائے گا۔ اس کے عمل کا اُجر کیوں نہیں لکھا جائے گا؟ کیونکہ اُس نے کیا نہیں ہے، کرنا تو چاہتا تھا نہیں کر سکا جیسا کہ مثال حدیث میں آئی ہے کہ ایک فقیر نے دیکھا ایک امیر کو وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر رہا ہے تو اُس نے یہ نیت کی ہے تمنا بھی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر میرے پاس بھی اتنا پیسہ ہوتا میں بھی اس شخص جیسا عمل کرتا! تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: ''فَهُوَ بِنِيَّتِهِ'' (وہ اپنی نیت پر ہے) ''فَأَجْرُهُمَا سَوَاءٌ'' (دونوں کا اُجر برابر ہے)۔ کیا اس سے مراد عمل کے اُجر میں بھی برابر ہے یا صرف نیت کے اُجر میں برابر ہے سوالیہ نشان تو ہے نا؟!

کوئی اگر کہے کہ نہیں، دونوں میں برابر ہے عمل کا اُجر بھی اسے مکمل ملے گا نیت کا بھی ملے گا کیونکہ جس مالدار شخص نے یہ نیک عمل کیا ہے اللہ کے راستے میں خرچ کیا ہے اُس نے پہلے نیت کی ہے پھر عمل کیا ہے کیونکہ ''إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ'' نیت نہ ہوتی تو عمل بھی نہ ہوتا، تو اُس شخص کو نیت کا اُجر ملا ہے اور عمل کا اُجر بھی ملا ہے؛ یہ دوسرا شخص جو ہے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ مکمل اُجر ملا ہے دونوں کا اُجر برابر ہے۔

اب علماء یہ کہتے ہیں کہ اُجر جو ہے وہ صرف نیت کا ہے عمل کا اُجر اُسے نہیں ملا ہے اب اس کی دلیل کیا ہے کہ عمل کا اُجر نہیں ملا ہے؟

یہ دوسری حدیث متفق علیہ حدیث ہے جو فقراء صحابہ کی حدیث ہے، اُہل الدثور والی معروف حدیث ہے جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں اب اس حدیث کے آخر میں کیا ہے؟"ذَٰلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ"(اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے اللہ تعالیٰ عطا کرے کر دے)؛ یہ نہیں فرمایا کہ آپ کی نیت کی وجہ سے آپ بھی اُجر مکمل پاچکے ہیں؛ وہ مسئلہ حل ہو جاتا اُن کا نا؟ اس کا مطلب ہے کہ جو عمل نہیں کیا ہے اُس کی نیت کا اُجر تو ہے اُن کو لیکن عمل کا اُجر تو نہیں ہے نا۔

مجھے یاد پڑا ہے اس جملے سے بڑا پیارا جملہ ہے کہ "ذَٰلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ": شیخ بن باز رحمہ اللہ سے کسی نے کہا ہے شیخ صاحب! کہ فلاں ہے ایک شیخ طالب علم اس کے پاس بڑا رش لگا رہتا ہے بہت سارے سننے والے ہوتے ہیں اُس کو مجلس بھری ہوتی ہے یعنی سینکڑوں کی تعداد میں (اور شیخ صاحب کی مجلس میں بہت کم لوگ ہوتے تھے، سبحان اللہ)؛ تو اب کیا کہتے ہیں بڑا پیارا جواب دیا ہے، وہ چاہتے تھے یعنی اُن کے خلاف کچھ کہیں گے کچھ بولیں گے، فرماتے ہیں: "ذَٰلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ": سبحان اللہ۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور یہی عدل ہے کیونکہ جو شخص عمل نہیں کرتا وہ اُس جیسا نہیں ہے جو عمل کرتا ہے لیکن نیت کے اُجر میں دونوں برابر ہوتے ہیں۔

(۳) تیسری بات جو تھی کہ "هَم" بھی لکھ دیا جاتا ہے (یعنی ارادہ)؛ اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) اگر کوئی شخص کسی نیک عمل کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور اُس میں سے اتنا عمل کرتا ہے جتنا وہ کر سکتا ہے پھر اُسے مکمل نہیں کر سکا۔

ارادہ کیا ہے کوئی نیک عمل کرنے کا اور اُس میں سے اُس نے شروعات بھی کر دی ہے لیکن اُسے مکمل نہیں کر سکا (چاہے اُس کی وفات ہو گئی ہے وہ مر گیا ہے، موت آگئی ہے یا رکاوٹ پیدا ہو گئی ہے وہ اسے مکمل نہیں کر سکا)"فهذا يكتب له الأجر كاملًا"(اس کے لیے اُجر مکمل لکھ دیا جائے گا)؛ اس کی دلیل "لقوله تعالىٰ"(اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے): ﴿وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ﴾إلى آخر الآية (اور جو بھی اپنے گھر سے نکلتا ہے اللہ تعالیٰ کے لیے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہجرت کرتے ہوئے پھر اسے موت آجاتی ہے تو یقیناً اس کا اُجر اللہ تعالیٰ پر واقع ہو گیا ہے)(النساء:100)۔

اُجر اسے مکمل ملا ہے ہجرت کا جبکہ ہجرت اس نے مکمل نہیں کی راستے میں اُس کو موت آگئی ہے؛ ارادہ کیا ہے اُس پر عمل کی ابتداء بھی کی ہے، عمل ابھی ختم نہیں ہوا ہے اس شخص کو پورے عمل کا مکمل اُجر لکھ دیا جائے گا نیت کے ساتھ۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: یہ بشارت ہے طلاب علم کے لیے (ذرا غور سے سنیں) جب کوئی طالب علم یہ نیت کرتا ہے کہ وہ علم حاصل کرنا چاہتا ہے (اب دیکھیں کہ علم حاصل کیوں کرنا چاہتا ہے) تاکہ لوگوں کو فائدہ پہنچائے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کا دفاع کرے اور اللہ تعالیٰ کے دین کی زمین پر نشر واشاعت کرے لیکن اگر وہ اسے مکمل نہیں کر سکا (ارادہ اس کا ہے طلب علم بھی شروع کر دیا ہے اس کے ارادے مضبوط ہیں اس کی اڑان بہت بڑی ہے سوچ بڑی وسیع ہے اور ہمت بھی رکھتا ہے اس پر عمل بھی شروع کر دیا ہے طلب علم بھی شروع کر دیا ہے لیکن اس کی نیت میں کیا چیزیں ہیں؟ یعنی سب سے پہلے اپنی اصلاح ہوتی ہے نا اس کا ذکر شیخ صاحب نے نہیں کیا کیونکہ یہ مسلمات میں سے ہے کہ اپنی اصلاح سب سے پہلے ہے)۔

اور پھر تاکہ لوگوں کو اس کا فائدہ پہنچائے اس علم کو آگے شیئر کرے اس دعوت کو اس پیغام کو آگے لے کر جائے، اور پھر اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کا بھی دفاع کرے، جو بھی باطل مذاہب ہیں جو بھی باطل مناہج ہیں، جو بدعت اور اہل بدعات ہیں اُن کا بھی دلیل کی روشنی میں ردّ کرنا جانتا ہے اور اس کی یہ بھی نیت ہے یہ بھی ارادہ ہے کہ میں یہ عمل بھی کروں گا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کا دفاع بھی کروں گا، جو بھی اُس میں ملاوٹ کر دی گئی ہے اسے میں صاف کر دوں گا، اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی دین کی نشر واشاعت بھی کرنی ہے اس پیغام کو دور دور تک جتنا ہو سکتا ہے میں نے پہنچانا ہے۔

"ثم لم يقدر له ذلك" (پھر یہ نہیں کر پاتا کیونکہ اس سے پہلے اس کی موت آگئی ہے جبکہ وہ طلب علم کے راستے میں ہے ابھی چل رہا تھا) "فإنه يكتب له أجر ما نواه وسعى إليه" (تو اس کے لیے بھی اُجر لکھ دیا جائے گا)۔

بلکہ (شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ)) اگر کسی شخص کی عادتوں میں سے ایک عادت نیک عمل کرنے کی عادت ہے کہ مسلسل وہ نیک عمل کرتا رہتا ہے لیکن کسی وجہ سے کوئی رکاوٹ آگئی ہے کوئی حائل آگیا ہے تو اس کے لیے یہ اُجر مکمل لکھ دیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے "جب کوئی شخص بیمار ہو جاتا ہے یا سفر پر چلا جاتا ہے (مسافر ہو جاتا ہے یعنی) تو اس کے لیے وہی اُجر لکھ دیا جاتا ہے جب وہ مقیم اور صحت مند ہوتا ہے"۔

اگر آپ مقیم ہیں اور صحت مند ہیں اور آپ کوئی نیک عمل کرتے ہیں اور مسلسل کرتے رہتے ہیں، اُس نیک عمل کرنے کا عزم بھی رکھتے ہیں مسلسل کرتے ہیں پھر اگر آپ بیمار ہو جائیں تو وہ عمل نہیں کر سکتے ہیں تو آپ کو اس عمل کا اُجر بھی ملتا رہے گا بیماری کی حالت میں جبکہ آپ نے عمل نہیں کیا ہے۔ یا آپ سفر پر چلے جاتے ہیں (مسافر ہیں) اور یہ عمل جو آپ نیک جو کرتے تھے اقامت کی حالت میں اب سفر کی وجہ سے آپ یہ نہیں کر پاتے نیک عمل آپ کو اس کا اُجر بھی مکمل لکھ دیا جاتا ہے کیونکہ حدیث میں کیا آیا ہے؟ کہ سفر جو ہے "قِطعَةٌ مِنَ العَذاب" عذاب کا ٹکڑا ہے: اب مسافر، مقیم دونوں برابر تھوڑی ہیں!

اس لیے (سبحان اللہ) اللہ کا کرم دیکھیں اور فضل دیکھیں اللہ تعالیٰ کا کہ دیکھیں جنت کتنی آسان ہے آپ نے ایک کام کرنا ہے کہ آپ نے اقامت کی حالت میں صحت مندی کی حالت میں کوئی نیک عمل شروع کر دیں؛ اللہ کا ذکر کرتے ہیں مثال کے طور پر آپ تسبیح پڑھتے ہیں ظہر کے بعد بیٹھ کر یا کسی وقت میں اور سو مرتبہ یا اُس سے زیادہ یا اُس سے کم پڑھتے رہتے ہیں معمول بنا لیتے ہیں آپ روزانہ پڑھتے ہیں؛ تسبیح: یعنی سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ؛ اور حدیث میں آیا ہے "جس نے سو دفعہ سبحان اللہ پڑھا ہے گویا کہ اُس نے سو گردنیں آزاد کی ہیں" یہ الگ اُجر ہے؛ اب آپ سفر پر چلے گئے ہیں آپ کو وقت نہیں ملا آپ نہیں پڑھ سکے آپ کی اس عبادت کا اُجر مکمل لکھ دیا جاتا ہے نامۂ اعمال میں۔

آپ صلاۃ اشراق پڑھتے ہیں (ضحیٰ کی نماز پڑھتے ہیں، اسے چاشت کی نماز بھی کہتے ہیں) آپ کا معمول ہے، آپ بیمار ہو گئے نہیں پڑھ سکے، ایک دن نہیں پڑھی دو دن تین دن نہیں پڑھی بیماری کی حالت ہے اُجر مکمل لکھ دیا جائے گا۔

آپ تہجد پڑھتے ہیں روزانہ پڑھتے ہیں ایک دن آپ کی آنکھ نہیں کھلی اُجر لکھ دیا جائے گا۔

کتنا کرم ہے اُس کریم کا (سبحانہ وتعالیٰ) لیکن سوال یہ ہے کیا ہم کرنے والے ہیں؟!

اس لیے عزم کر لیں واللہ! دین آسان ہے، ہم نے مشکل کیا ہے اپنی جہالت کی وجہ سے غلط فہمی کی وجہ سے، بدنیتی کی وجہ سے؛ بہت ساری مصیبتیں ہمارے اندر ہیں (إلا من رحم الله سبحانه وتعالىٰ)۔

یہ حدیث جو ہے یہ صحیح بخاری کی روایت میں موجود ہے کہ جب انسان بیمار ہو جاتا ہے یا سفر پر چلا جاتا ہے تو اس کے لیے وہ عمل لکھ دیا جاتا ہے جو وہ اقامت کی حالت میں یا تندرستی کی حالت میں کیا کرتا تھا۔

(۲) دوسری قسم ارادے کی جو ارداہ لکھ دیا جاتا ہے نیکی کا کہ کوئی شخص کسی نیک عمل کا ارادہ کرتا ہے جبکہ اسے کر بھی سکتا ہے لیکن وہ اسے نہیں کرتا (جبکہ وہ کر بھی سکتا ہے کوئی رکاوٹ بھی نہیں ہے نیت کی ہے اس نے)؛ صلاۃ الضحیٰ پڑھنی ہے اشراق کی

نماز پڑھنی ہے نیت کی ہے اس نے کہ میں نے پڑھنی ہے پھر کوئی ٹیلی فون آگیا کسی سے بات ہو گئی پھر دیکھا کہ سستی ہو گئی ہے اچھا میں سو جاتا ہوں؛ نماز اس نے نہیں پڑھی ہے ارادہ تھا کہ نہیں تھا؟ پڑھ بھی سکتا تھا کہ نہیں پڑھ سکتا تھا؟ تو ایسے شخص کو اس کی نیکی جو ہے (نیت کی نیکی) صرف وہ لکھ دی جائے گی عمل کا نہیں۔

اب ارادے کی دو قسمیں ہیں جو ارادہ لکھ دیا جاتا ہے:

(۱) ایک تو مکمل ارادہ نیت کے ساتھ عمل کے ساتھ بھی کب؟ جب کوئی شخص ارادہ بھی کرتا ہے وہ عمل بھی کرتا ہے اسے پورا نہیں کر سکا، مکمل لکھ دیا جاتا ہے۔

(۲) دوسرا ارادہ کیا ہے لیکن عمل نہیں کیا ہے صرف نیت کی ہے تو اس شخص کو اس ارادے اور نیت کی بنیاد پر مکمل نیکی کا اُجر لکھ دیا جاتا ہے۔

یہ تو ایک طرف تھی جو نیکیاں (حسنات) لکھنے کے تعلق سے واضح ہے؟ اب دوسری طرف جو برائیاں لکھی جاتی ہیں: (۱) جو انسان بُرا عمل کرتا وہ لکھ دیا جاتا ہے نامۂ اعمال میں۔ (۲) اس کے اوپر وہ بھی عمل لکھ دیا جاتا ہے جس کا وہ ارادہ کرتا ہے اس کی سعی بھی کرتا ہے لیکن اُس سے عاجز ہو جاتا ہے کر نہیں سکتا، وہ بُرائی لکھ دی جاتی ہے۔ (۳) اس کے اوپر یہ بھی عمل یعنی بُرا عمل لکھ دیا جاتا ہے جو وہ نیت کرتا ہے اس کی تمنا بھی کرتا ہے (بُرائی کی نیت کرتا ہے اور خواہش بھی کرتا ہے اس کے لیے یہ عمل یعنی اس عمل کی نیت بھی لکھ دی جاتی ہے)۔

اب آتے ہیں اس کی تفصیل دیکھیں؛ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(۱) جو پہلا ہے وہ واضح ہے (یعنی بُرا عمل کرنے کی بُرائی لکھ دی جاتی ہے واضح ہے نا؟ واضح ہے)۔

(۲) دوسرا؛ کہ اس کے اوپر جو ہے مکمل جو عمل ہے وہ لکھ دیا جاتا ہے، جو بُرائی ہے لکھ دی جاتی ہے صرف ارادے کی (نیت اُس نے کی ہے عمل بُرا نہیں کیا ہے اس بُرے عمل کی نیت کی وجہ سے اس کا یہ بُرا عمل بھی لکھ دیا جاتا ہے)۔

اب دلیل دیکھیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں یہ متفق علیہ حدیث ہے: "جب دو مسلمان ایک دوسرے سے قتال کرتے ہیں تو اس میں سے دونوں (قاتل مقتول دونوں جو ہیں) جہنم میں ہیں"؛ تو عرض کی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ پوچھا گیا یہ تو قاتل ہے ہم جانتے ہیں کہ جس نے قتل کیا وہ جہنم میں ہے "فَمَا بَالُ

المَقْتُولِ؟!'': مقتول جہنم میں کیوں ہے؟!''قَالَ: لأنَّه كانَ حَرِيصًا علَى قَتْلِ صَاحِبِهِ'': کیونکہ وہ حریص تھا یعنی اس کی پختہ نیت تھی ''علَى قَتْلِ صَاحِبِهِ'' اپنے بھائی یا دوست کو قتل کرنے کے لیے۔

اب لڑ رہے ہیں دونوں تلواروں سے دونوں مسلمان ہیں ایک نے دوسرے کا قتل کر دیا ہے اب دونوں جہنم میں کیوں ہیں؟! قاتل کو ہونا چاہیے نا مقتول جہنم میں کیوں ہے؟! کیونکہ وہ بھی حریص تھا اپنے اس بھائی کو قتل کرنے کا۔

اب بُرا عمل کس نے کیا ہے قاتل یا مقتول نے؟ دونوں نے کیا ہے دیکھا جائے تو۔

ایک نے قتل کیا اُس کا ارادہ بھی تھا نیت بھی تھی اور اُس نے قتل بھی کر دیا ہے جہنم میں ہے اگر یہ مقتول کو موقع ملتا قتل کرنے کا قتل نہ کرتا کیا؟ تو قاتل کو موقع ملا قتل کر دیا اُس نے اگر یہ موقع مقتول کو ملتا وہ بھی قتل کر دیتا نا؟ تو اس لیے دونوں جہنم میں ہیں۔

تو اس سے کیا فائدہ ہوتا ہے کیا پیغام ہے؟ کہ اگر کوئی شخص کسی بُرائی کی نیت کرتا ہے لیکن وہ بُرائی نہیں کرتا ہے حرص بھی ہے اس پر (یعنی بُرائی کی نیت بھی ہے بُرائی کے لیے وہ آمادہ بھی ہوا ہے کوشش بھی کی ہے نا) اس لیے اس کا لکھ دیا جاتا ہے۔

دوسرا دیکھیں آپ شیخ صاحب فرماتے ہیں: اس کی مثال ایسی بھی ہے جس نے شراب پینے کی خواہش کی ہے لیکن کسی وجہ سے وہ شراب نہیں پی سکا کوئی مانع آ گیا ہے (یعنی شراب کو اس کی نیت ہے پینے کی تو کوئی رکاوٹ آ گئی ہے اس رکاوٹ کی وجہ سے شراب نہیں پی ورنہ اس نے شراب پینی لازمی تھی) تو اس پر بھی گناہ مکمل لکھ دیا جاتا ہے ''لأنه سعى فيه'': سعی کی ہے۔

تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ جس نے بُرائی کی نیت کی ہے اُس کے لیے سعی بھی کی ہے اگر اُس نے بُرائی نہیں بھی کی ہے تو اس کے اوپر یہ بُرائی مکمل لکھ دی جاتی ہے۔

(۳) تیسرا؛ جس کی وہ نیت کرتا ہے اور خواہش کرتا ہے اس کی بھی اس بُری نیت کا گناہ لکھ دیا جاتا ہے (نیت کا گناہ)؛ اس کی دلیل وہی حدیث جو میں نے پہلے بیان کی تھی ترمذی میں بھی ہے یہ روایت کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کا قصہ بیان کیا ہے اس لمبی حدیث میں جسے اللہ تعالیٰ نے مال سے نوازا ہے تو اپنے مال میں وہ ''يتخبط'' یعنی کہیں بھی خرچ کر دیتا تھا بُرائی کے راستے میں، وہ نہیں دیکھتا تھا کہ کون سا بُرا راستہ ہے یا کیسا ہے، تو کسی فقیر نے اُس شخص کو دیکھا اور یہ خواہش کی کہ اگر میرے پاس بھی مال ہوتا تو میں بھی اس شخص جیسا عمل کرتا (اس فلاں شخص جیسا عمل کرتا)، تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: ''فَهُوَ بِنِيَّتِهِ فَوِزْرُهُمَا سَوَاءٌ'' (یہ اپنی نیت پر ہے ان دونوں کا گناہ برابر ہے)۔

اب اس نے نیت کی ہے بُرا عمل کرنے کی لیکن وہ بُرا عمل کر نہیں سکتا کیونکہ اس کے پاس بُرا عمل کرنے کے لیے استطاعت نہیں ہے یا سبب نہیں ہے اگر ہوتا تو وہ کبھی رُکنے والا تھا؟ رُکنے والا نہیں تھا اُس نے خود اس نیت کا یا اس خواہش کا اظہار بھی کیا ہے کہ کاش! اگر میرے پاس بھی پیسہ ہوتا تو میں بھی ایسا کرتا؛ یہ بھی کہہ سکتا تھا کہ کاش (جیسا کہ نیک شخص والا جیسے پہلے گزر چکا ہے) اگر میرے پاس ہو تو میں بھی خیر کے راستے میں خرچ کرتا یہ بھی کہہ سکتا تھا کہ نہیں؟ اب اس نے جب بُرائی کی خواہش کی ہے اور یقیناً نیت کے ساتھ تو اس شخص پر بھی اس بُرے عمل کی صرف نیت کا جو گناہ ہے وہ لکھ دیا جاتا ہے۔

اگر بُرا عمل کرنے کا ارادہ کرتا ہے (تیسری چیز) لیکن اسے چھوڑ دیتا ہے بُرا عمل کرتا نہیں ہے (ابھی تک کیا تھا؟ بُرے عمل کا ارادہ کیا ہے کر نہیں سکا کوئی رکاوٹ پیش آگئی) اب اس نے کسی بُرائی کا عمل کرنے کا ارادہ کیا ہے پھر اسے چھوڑ دیا ہے نہیں کیا تو اس کی تین قسمیں ہیں:

(۱) "إن ترکھا عجزًا": اگر عجز کی وجہ سے اُس نے چھوڑ دیا ہے "فھو کالعامل إذا سعی فیھا": اگر عجز ہو گیا ہے ارادہ اُس کا پکا ہے کوئی اس نے (نعوذ باللہ) بدکاری کرنی ہے لیکن اُس سے عاجز ہو گیا ہے کرنے کی کوشش کی نہیں ہو رہا اُس سے یہ اُس نے گناہ تو نہیں کیا برا فعل تو نہیں کیا لیکن ارادہ پورا ہے کہ نہیں؟ تو عجز کی وجہ سے وہ نہیں کر سکا تو اُس پر گناہ مکمل لکھ دیا جائے گا۔

(۲) اگر اللہ کے لیے چھوڑ دیتا ہے تو اُسے اُس کا اُجر ملے گا۔

بُرائی چھوڑنے کا اُجر اُس شخص کو جس نے اللہ کے لیے چھوڑی ہے کر سکتا ہے عاجز نہیں ہے، استطاعت بھی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا خوف آگیا ہے اللہ کے لیے چھوڑ دیا ہے۔

(۳) اگر اس کے چھوڑ دیتا ہے کیونکہ وہ چاہتا نہیں ہے یا بُرائی کے بارے میں اُس نے سوچا ہی نہیں ہے یعنی ذہن میں صرف ایک خیال آیا ہے تو اُس نے اُسے چھوڑ دیا ہے تو ایسے شخص کے لیے نہ اُجر ہے اور نہ ہی کوئی گناہ ہے؛ چھوڑا اِس نے بھی ہے۔

شراب پیتے ہیں آپ؟ ہم میں سے کوئی شراب پیتا ہے؟ نہیں (الحمد للہ)؛ فرق دیکھیں: جس نے اللہ کے لیے چھوڑا ہوا ہے پی سکتا ہے لیکن نہیں پیتا کیوں نہیں پیتا؟ کیونکہ اللہ نے حرام کیا ہے اللہ کے لیے چھوڑتا ہوں اُجر ہے اور مسلسل نیت کا اُجر ہے، دیکھیں کتنی نیکیاں کما سکتے ہیں صرف اِس نیت سے۔

سگریٹ پیتے ہیں: کیوں نہیں پیتے ہیں؟ کیونکہ صحت کے لیے مضر ہے۔ اُجر ہے؟ نہیں ہے۔ اللہ کے لیے چھوڑتا ہوں میں، اُجر ہے۔ کیوں نہیں پیتے ہو؟ بس ایسے ہی ضرورت ہی نہیں پڑی کبھی سوچا بھی نہیں ہے؛ نہ اُجر ہے اور نہ ہی ثواب ہے اس کا۔

تو نیت پر دیکھیں نیت کے لیے آپ کو کوئی وزن اُٹھانا ہوتا ہے؟ کوئی دوڑ لگانی ہوتی ہے کوئی مشقت کرنی ہوتی ہے؟ کرنا کیا ہوتا ہے نیت کے لیے کوئی بٹن دبانا ہوتا ہے؟! تھوڑی سی تکلیف بھی نہیں ہے کچھ بھی نہیں کرنا آپ نے اِدھر اس دل کو ربّ سے جوڑنا ہے بس۔ نیت کا کیا مطلب ہے؟ جو اِس دل کا مالک ہے اُس دل کو اُس ربّ کے سپرد کر دینا ہے یہ آپ نے کرنا ہے یہ ٹریننگ ہے آپ کی پوری۔

اگر اللہ کے چھوڑتے ہیں اس کی دلیل کیا ہے کہ اس کا اُجر ملتا ہے؟ بُرائی ہے سامنے ہے، کر بھی سکتا ہے کرنے والا ہے چھوڑ دیا ہے اور پتہ ہے اس کا اُجر کتنا زیادہ ہوتا ہے! ایک ہے آپ بُرائی چھوڑتے ہیں اللہ کے لیے اُجر ہے آپ اس سے دور ہیں، شراب ہمارے پاس نہیں ہے نہ بکتی ہے (الحمدللہ) کچھ بھی نہیں ہے اللہ کے لیے چھوڑتے ہیں اس کا اُجر مل رہا ہے؛ لیکن ایک شخص ہے ایسی جگہ پر گیا ہے جہاں پر لوگ شراب پی رہے ہیں دوست اس کو لے کر گئے ہیں ہاتھ میں یوں بوتل پکڑی ہے اُس نے پی بھی سکتا ہے، کون دیکھ رہا ہے اُس کو اُس کے گھر والے کوئی نہیں بُرے دوست لے گئے ہیں اُسے، سب نے پیا (اُس نے پیا اُس نے پیا)اُس نے یوں دیکھا "نہیں اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے "اُس نے رکھ دی ہے اُجر ہے کہ نہیں؟ اُجر مل گیا اُسے۔

کیا یہ شخص اور وہ شخص جو دور گھر بیٹھ کر شراب نہیں پیتا اُس سے دور ہے دونوں برابر ہیں کیا؟ نہیں۔

واضح دلیل میں دیتا ہوں آپ کو کہ بُرائی کے قریب جا کر اللہ کے لیے چھوڑ دیا ہے؟ غار والا قصہ جو تین لوگ جب غار کا راستہ بند ہو جاتا ہے تو بڑی کوشش کرتے ہیں غار سے نکلنے کی لیکن نہیں نکل سکتے بڑا زور لگاتے ہیں عاجز ہو جاتے ہیں تو اُن میں سے ایک شخص کہتا ہے ایسا کرتے ہیں کہ اپنے نیک عمل کو وسیلہ بناتے ہیں، جو بھی ہم نے نیک عمل کیے ہیں ہم اُس عمل سے اللہ سے دعا مانگتے ہیں؛ تو اُن میں سے ایک شخص نے یہ کہا کہ میری کزن تھی مجھے بہت پیاری تھی بہت پسند تھی اس کی شادی ہو گئی لیکن دل کی خواہش ختم نہیں ہوئی، ایک مرتبہ اسے بہت پیسوں کی ضرورت پڑی ضرورت مند ہو گئی میرے پاس آئی اُس نے پیسے مانگے، میں نے کہا کہ ایک شرط پر دیتا ہوں کہ مجھے بُرا عمل کرنے دیں زنا کرنے دیں، مجبور ہو گئی! اُس نے کہا ٹھیک ہے، جب میں اُس کے قریب بیٹھا (اور حدیث کے الفاظ ہیں کہ جیسے کوئی شخص بیوی کے قریب جاتا ہے اتنا قریب)؛ تو اُس نے کیا کہا؟ "لَا تَفُضَّ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ": بغیر حق کے یہ آپ عمل نہ کریں (یعنی اپنے آپ کو اُس نے حوالے تو کر دیا مجبور ہے)، تو اُس بندے کو اللہ تعالیٰ کا خوف ہوا تو اُس نے یہ زنا نہیں کیا بدکاری نہیں کی، تو اُس شخص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ! اگر یہ عمل میں نے تیرے لیے خالصتاً کیا ہے

تجھے پسند ہے تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما؛ اور وہ چٹان جو ہے جسے تین تگڑے لوگ جو ہیں بڑا زور لگا کر نہیں ہلا سکے اس عمل نے اُس چٹان کو ہلا دیا اپنی جگہ سے (سبحان اللہ)۔

تو اس سے کیا ثابت ہوا؟ کہ کوئی شخص اگر بُرائی کا ارادہ کرتا ہے لیکن اللہ کے لیے چھوڑ دیتا ہے تو اسے اُجر ملا ہے کہ نہیں؟ اللہ نے قبول کیا کہ نہیں؟ اُجر بھی ملا ہے اور کتنا زیادہ اُجر ہے (سبحان اللہ)؟ کہ اس کو جو وسیلہ بنایا گیا ہے اور اس مصیبت سے بھی اللہ نے اسے نجات دی ہے۔

تو اس حدیث سے یہ بھی پیغام ہے یہ بھی فائدہ ہے کہ آپ نیک عمل کو وسیلہ بنا سکتے ہیں اور وسیلہ بنانے کے لیے آپ کو ضرورت نہیں ہے کہ بدعی راستہ اختیار کریں کہ اللہ تعالیٰ نبی کے صدقے، یا ولی کے صدقے، یا فلاں کے صدقے، نہیں!

عمل صالح کے صدقے یا عمل صالح کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ میں اس عمل صالح کو وسیلہ بناتا ہوں اے اللہ تعالیٰ! تو میرے لیے فلاں عمل کو آسان فرمایا مجھے اس مصیبت سے نجات عطا فرما۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے نام ہیں صفات الکمال ہیں آپ اُن کو وسیلہ بنا سکتے ہیں۔

آپ انبیاء (علیہم الصلاۃ والسلام) کی دعا دیکھیں: ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا﴾(الاعراف:23)، ﴿رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ۝ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ۝﴾(طه:25)۔

ربّ کا نام کیوں ہے؟ کیونکہ ربوبیت کو وسیلہ بنایا جا رہا ہے۔ اور ربوبیت کے لفظ میں کیا ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ تُو خالق ہے تو میرا مالک ہے، تُو میرا مشکل کشا ہے تُو میرا حاجت روا ہے، تُو میری زندگی اور موت کا مالک ہے، تُو میرے نفع اور نقصان کا مالک ہے، اے اللہ تعالیٰ! تُو مجھے اس مصیبت سے نجات عطا فرما (سبحان اللہ)۔

انبیاء (علیہم الصلاۃ والسلام) کی دعا دیکھ لیں آپ سورۃ الانبیاء میں دیکھ لیں کہیں پر بھی کس لفظ سے ربّ کو پکارا ہے؟ ﴿وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ﴾(الانبیاء:83)۔

کیوں ربّ کیوں معبود کیوں نہیں اللہ کیوں نہیں؟ مناسبت ہے کہ جو ربّ ہے وہی مشکل کشا حاجت روا ہے میں اپنی ساری مصیبتیں اُس کے سامنے رکھ رہا ہوں ساری تکلیفیں اُس کے سامنے رکھ رہا ہوں، اے اللہ تعالیٰ! تُو ہی اس مشکل سے اور مصیبت سے مجھے نجات عطا فرما۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نیکیوں کا جو اُجر ہے جو جزاء ہے وہ عمل سے بھی زیادہ عطا فرماتا ہے لیکن جو بُرائی کا بدلہ ہے وہ بُرائی کے برابر ہی ہوتا ہے (نیکی کا بدلہ نیکی کا اُجر جو ہے اُس سے بڑھ کر ہوتا ہے لیکن بُرائی کا بدلہ بُرائی کا جو گناہ ہے وہ اُس کے برابر ہوتا ہے) اس کی دلیل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ الانعام آیت نمبر 160 میں: ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝۱۶۰﴾ (جو نیکی لے کر آئے گا تو اُس کے لیے اس کا دس گنا اُجر ہے ﴿عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾، اور جو بُرائی لے کر آئے گا تو اس کے لیے اُس کی جزاء اُس کی مثل ہے اُس کے برابر ہے ﴿وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائے گا)؛ اور یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اللہ تعالیٰ کے غصے پر سبقت لے گئی ہے۔

دیکھیں بُرائی کا بدلہ بُرائی کے برابر تو نہیں ہے عدل وانصاف ہے نیکی کا بدلہ اُس سے زیادہ دینا یہ کیا ہے؟ یہ اللہ کا فضل ہے اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اللہ تعالیٰ کا کرم ہے (سبحان اللہ)۔

ابھی تک ہم نے یہ جان لیا ہے کہ لکھا کیا جائے گا اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ نامۂ اعمال دیا کیسے دیا جائے گا (نامۂ اعمال جو ہے دیا کیسے اور لیا کیسے جائے گا، دونوں)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ الاسلام رحمہ اللہ): "فَآخِذٌ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ" (تو کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو اپنا نامۂ اعمال اپنے داہنے ہاتھ سے لیں گے)۔

"آخِذٌ": مبتدأ ہے اس کی خبر محذوف ہے اور اس کی جو تقدیر ہے "فمنهم آخذ" اُن میں سے بعض ایسے ہوں گے جو لیں گے اپنا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ سے۔

"آخِذٌ": نکرۃ ہے اور نکرۃ مبتدأ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ مبتدأ ہمیشہ معرفہ ہوتا ہے اس میں ایکسیپشنز (Exceptions) ہوتی ہیں، اس میں ایک ایکسیپشن (Exception) یہ ہے (استثنیٰ ہے) کہ مبتدأ جو ہے وہ نکرۃ بھی ہو سکتا ہے جب مقام تفصیل میں ہو؛ یعنی آپ قسمیں بیان کرنا چاہتے ہیں کہ لوگوں کی اس میں دو قسمیں ہیں یا کچھ قسمیں ہیں "فمنهم أخذ"؛ اصل بات یہ ہے "فمنهم من يأخذ" یہ ہونا چاہیے تھا، تو جملہ فعلیہ کو ہٹا کر اسمیہ رکھنا چاہتے ہیں آپ کہتے ہیں "أخذ"۔ اصل جملہ کیا ہے؟ "فمنهم أخذ"۔

اب اس میں خبر نہیں ہے "یآخذ كتابه بيمينه": خبر اس میں محذوف ہے حذف کر دی جاتی ہے کیونکہ معروف ہے کہ اُن میں سے بعض کا ذکر ہو رہا ہے۔

جو دائیں ہاتھ سے لیں گے نامۂ اعمال یہ مومن ہیں اور اس میں اشارہ ہے کہ جو داہنا ہاتھ ہے وہ شرف کے لیے ہوتا ہے اکرام کے لیے ہوتا ہے اور اس لیے مومن جو ہے اپنا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ سے لیں گے۔

کافر جو ہے وہ اپنا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ سے لے گا اور پیٹھ کے پیچھے "من وراء ظهره"؛ جیسا کہ مصنف نے یعنی شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: "وآخذ كتابه بشماله": اور ایسے لوگ بھی ہوں گے جو اپنا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ سے لیں گے (نعوذ باللہ)۔

"أو من وراء ظهره" (یا اپنے پیٹھ پیچھے سے لیں گے): "أو" تنویع کے لیے ہے کہ بائیں ہاتھ سے یا کمر کے پیچھے سے؛ یعنی جو "أو" کا لفظ ہے یہ شک کے لیے بھی ہوتا ہے اور تنویع کے لیے بھی ہوتا ہے (یہ بھی ہے یا یہ بھی، دونوں میں سے کوئی ہے)۔

میں کہتا ہوں: "جاء خالدٌ أو محمدٌ" (خالد آیا یا محمد آیا): أو کس لیے ہے؟ شک؛ مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے دونوں میں سے ایک ہے، یا دونوں بھی ہو سکتے ہیں۔

شیخ الاسلام کا ظاہر قول یہ ہے شیخ ابن عثیمین (رحمہم اللہ) فرماتے ہیں: کہ لوگ تین قسم کے ہوں گے یا تین طریقوں سے کتاب لیں گے (ہیں تو دو قسم کے دائیں طرف اور بائیں طرف لیکن تین طریقے سے نامۂ اعمال لیں گے)؛ ایک وہ جو دائیں ہاتھ سے لیں گے، دوسرے وہ جو بائیں ہاتھ سے لیں گے، اور تیسرے وہ جو اپنی پیٹھ پیچھے سے لیں گے۔

لیکن شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ یہ جو اختلاف ہے صفات کا کہ جو بائیں ہاتھ سے لے گا تو وہ پیچھے سے ہی لے گا اُس کا بایاں ہاتھ جو ہے پیچھے کر دیا جائے گا موڑ دیا جائے گا اور پیچھے سے ہی بائیں طرف وہ اپنا نامۂ اعمال لے گا۔

یعنی شیخ الاسلام کے جملے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نامۂ اعمال لینے والے لوگ تو دو قسم کے ہیں لیکن دیا کیسے جائے گا؟ تین طریقوں سے، ایک دائیں ہاتھ سے لے لیں گے پتہ ہے، جو بائیں ہاتھ والے ہیں بعض کو بائیں ہاتھ میں ملے گا بعض کو پیٹھ کے پیچھے ملے گا۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس کو بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دے دیا جائے گا یہ وہی ہے جس کو پیٹھ پیچھے دے دیا جائے گا (یعنی بایاں ہاتھ موڑ دیا جائے گا پیچھے کمر کے پیچھے کر دیا جائے گا اور نامۂ اعمال اسے دے دیا جائے گا)۔

تو طریقے دو ہیں تین نہیں ہیں، جس کو بھی ملے گا بائیں ہاتھ میں پیٹھ پیچھے ملے گا سامنے سے نہیں ملے گا؛ سامنے سے صرف دائیں ہاتھ والوں کو ملے گا۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اُس کی وجہ ہے (یعنی سبحان اللہ حکمت یہ ہے واللہ أعلم) کہ جو اہل الشمال ہیں جن کا بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائے گا اور پیٹھ پیچھے اس لیے دیا جائے گا کہ جب اُس نے یعنی دنیا میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کو یعنی قرآن مجید سے

منہ موڑا ہے اور پیٹھ دکھائی ہے تو عدل وانصاف یہ ہے اللہ تعالیٰ کا کہ قیامت کے دن نامۂ اعمال بھی اسے پیٹھ پیچھے سے دیا جائے گا اور اس کا ہاتھ جو ہے وہ نکال کر اس کی پیٹھ پیچھے کر دیا جائے گا جو بایاں ہاتھ ہے" والله أعلم"۔

یعنی اس کی یہ سزا ہے: "الجزاء من جنس العمل": دنیا میں اس نے اللہ تعالیٰ کے پاک کلام سے منہ موڑا اس پر عمل نہیں کیا اس کا سمجھا نہیں ہے نہ اس کو پڑھا ہے، نہ اس کے لیے وقت اس کے پاس تھا، نہ اس کا کوئی اہتمام تھا اس لیے بُرائیاں کیں اس نے، یا اگر کافر ہے تو اس نے اس کی تصدیق ہی نہیں کی اس کو مانا ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے؛ جب زندگی اس نے ایسے گزاری ہے تو عدل وانصاف کا یہ تقاضا ہے کہ اسے جب نامۂ اعمال دیا جائے گا اس کی بُرائیوں کا تو اس کے پیٹھ پیچھے دیا جائے گا جیسے کہ اس نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے اس پاک کلام کے ساتھ سلوک کیا تھا (سبحان اللہ)۔

اب اس آیت کریمہ کے تعلق سے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بطور دلیل بیان کی ہے: "كما قال سبحانه وتعالیٰ: ﴿وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓىِٕرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ۭ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ۝ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝﴾ (الاسراء:13-14)"۔

﴿طٰٓىِٕرَهٗ﴾: یعنی "عمله" (اس کا عمل): کیونکہ انسان جو ہے خوشبختی بدبختی کا معاملہ جو ہے وہ پرندے کے ساتھ کرتا ہے دنیا میں عام طور پر اور اُس سے یا تو انسان جیسے پرندے کی طرح یا تو بلند ہو جاتا ہے یا پست ہو جاتا ہے (یا اس کی اڑان ہوتی ہے اوپر کی طرف یا نیچے کی طرف وہ پست ہو جاتا ہے)۔

﴿فِيْ عُنُقِهٖ﴾ (اس کی گردن میں): اور انسان کا تعلق یا انسان کا معاملہ اس کے عمل کے ساتھ کتنا گہرا ہے آپ یہ دیکھیں کہ یہ عمل اس کی گردن میں ہوگا قیامت کے دن (یعنی اس سے بچ نہیں پائے گا)؛ جب تک انسان زندہ ہے عمل اس کے ساتھ ہے جب مرتا ہے تو پھر آخرت میں بھی یہ عمل اس کے ساتھ رہے گا۔

یعنی یہ عمل رُکے گا نہیں انسان سے، مرنے کے بعد رُک جائے گا لیکن قیامت کے دن پھر اس نے اس کا حساب بھی دینا ہے تو اس کو اپنے گلے میں وہ پائے گا۔

قیامت کے دن ﴿وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا﴾: یعنی کھلی کتاب اُس کے لیے نکال دی جائے گی "اُس کے لیے نکالیں گے ہم کھلی کتاب": یعنی اس کو کھلونے کے لیے اسے کوئی مشقت یا دقت نہیں ہوگی اور یہ اسے کہا جائے گا: ﴿اِقْرَاْ

﴿كِتٰبَكَ﴾ (پڑھو اپنی کتاب (اپنا نامۂ اعمال پڑھو دیکھو اس میں کیا ہے)) ﴿كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا﴾: یہ تمام عدل وانصاف میں سے ہے (شیخ صاحب فرماتے ہیں) کہ اپنا حساب لینے کے لیے انسان کو مقرر کر دیا جائے کہ تم اپنا حساب خود لو؛ تو عقلمند انسان یہ لازمی دیکھتا ہے کہ اس کتاب میں اس نے کیا لکھوایا ہے (کیا لکھا ہے اس کتاب میں یا کیا وہ اس میں لکھنا چاہتا ہے یا کیا لکھوانا چاہتا ہے) جسے قیامت کے دن وہ اپنے سامنے کھلا پائے گا۔

دیکھیں جو ہم عمل کرتے ہیں وہ لکھے جا رہے ہیں نا، ہمیں یقین ہے کہ ہمیں اس عمل کا حساب دینا ہے؛ کتنی باریک بینی ہے اس حساب کی کتنی زیادہ ہے؟ ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝﴾(الزلزلة:7-8)۔

﴿مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾: یہ لکھ دیا جاتا ہے، چھوٹا گناہ بڑے سے پہلے لکھ دیا جاتا ہے میں نے پچھلے درس میں مثال بھی دی تھی۔

تو عقلمند انسان جب اسے پتہ ہے کہ اس نے حساب دینا ہے اس کی ایک ایک چیز لکھی جا رہی ہے تو پھر وہ کیا کرے گا؟

آپ کو کوئی شخص کہتا ہے کہ اس میں جو ڈالنا چاہتے ہیں ڈالیں بھریں اس ڈبے کو جس چیز سے بھرنا چاہتے ہیں لیکن یہ بتا دوں کہ تم نے اس کا حساب دینا ہے پھر جو اس کے اندر ہوگا تو اس میں کیا ڈالیں گے آپ؟ اپنے لیے کوئی بھلائی ڈالیں گے نا! خیر ہی ہوگا کہ نہیں؟ اپنے مستقبل کے لیے آپ بُرا کچھ کریں گے؟ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا! دنیا کی بات ہے سوال ہی نہیں پیدا ہوتا! آپ بلکہ جتنا اچھا ہو سکتا ہے اس میں کرتے ہیں تاکہ آپ کا مستقبل بہتر ہو جائے۔

دنیا کا مستقبل کیسا ہے جیسا ہے گزر جائے گی دنیا آخرت میں جانتے ہیں مستقبل کیا ہے؟ ہمیشہ کی کامیابی یا ہمیشہ کی ناکامی (نعوذ باللہ)۔

وہ کھلی کتاب جو سامنے رکھ دی جائے گی آپ اس میں کیا پڑھنا چاہتے ہیں کیا دیکھنا چاہتے ہیں؟ نیکیاں دیکھنا چاہتے ہیں؟ نماز ہے روزہ ہے زکوٰۃ ہے حج ہے، عمرہ ہے، صلہ رحمی ہے، والدین کے ساتھ حسن سلوکی ہے، حقوق کی ادائیگی ہے، توحید ہے سنت ہے، بدعات سے اجتناب ہے محرمات سے اجتناب ہے، فرمانبرداری ہے، نیکیاں ہی نیکیاں ہیں، اعمال صالح ہیں صدقات ہیں خیرات ہے زکوٰۃ ہے بہت نیک اعمال ہیں یہ کر سکتے ہیں۔

یا شرک ہے بدعات ہے، خرافات ہے، والدین کے ساتھ بدسلوکی ہے، قطع رحمی ہے، ترک الصلاۃ ہے (نماز کو چھوڑنا ہے)، ظلم کرنا ہے، بدکاریاں کرنی ہیں، سود کھانا ہے سود خوری ہے حرام خوری ہے، بہت سارے (نعوذ باللہ) گناہ ہیں!

جو انسان جو کچھ کر رہا ہے یقیناً وہ اپنے نامۂ اعمال میں لکھوا رہا ہے اور لکھ دیا جا رہا ہے اور اس نے واللہ اس کا حساب بھی دینا ہے! اور کھولنے کی ضرورت نہیں پڑے گی اسے سب کچھ سامنے کھول کر رکھ دیا جائے گا اور یہ کہا جائے گا ﴿اِقۡرَاۡ كِتٰبَكَ‌ؕ كَفٰى بِنَفۡسِكَ الۡيَوۡمَ عَلَيۡكَ حَسِيۡبًا﴾: اُس دن کی بات ہو رہی ہے۔

﴿الۡيَوۡمَ﴾ کون سا دن ہے؟ قیامت کا دن۔ ہم کس دن کی بات کر رہے ہیں؟ آج کے دن کی۔

آج جو آپ لکھوا رہے ہیں یہی آپ کے سامنے اُس دن آئے گا جس دن کوئی اور مددگار نہیں ہوگا: ﴿يَوۡمَ لَا يَنۡفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوۡنَ ۝ اِلَّا مَنۡ اَتَى اللّٰهَ بِقَلۡبٍ سَلِيۡمٍ ۝﴾ (الشعراء:88-89)؛ قلب سلیم اگر ہے تو واللہ! اس نامۂ اعمال میں خیر ہی خیر ہے، اگر قلب سقیم ہے، بیماری ہے کوئی مرض لاحق ہو چکا ہے تو پھر اس نامۂ اعمال میں آپ کچھ خیر نہیں بھیجنے والے ہیں۔

تو دل کی درستگی کریں دل کی اصلاح سب سے پہلے ہے، دل بادشاہ ہے جسم کا اگر دل سدھر جاتا ہے تو اعمال بھی سدھر جاتے ہیں جسم بھی سدھر جاتا ہے۔ نامۂ اعمال کو سدھارنا چاہتے ہیں ابھی بہترین موقع ہے بہترین وقت ہے کہ آپ اپنی اصلاح کرنا شروع کر دیں (اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے)۔

اور اُس کے لیے شیخ صاحب فرماتے ہیں بڑا آسان طریقہ ہے، اپنے نامۂ اعمال کو بہتر کرنے کے لیے شیخ صاحب فرماتے ہیں: ہمارے سامنے ایک ایسا دروازہ ہے جو ہمارے سارے گناہوں کو مٹا سکتا ہے (کون سا ہے؟) "التوبۃ"؛ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے توبہ کر لیتا ہے جتنے بھی اس کے بڑے گناہ ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دیتا ہے اگرچہ وہ اس گناہ کو دوبارہ بھی کر لیتا ہے پھر توبہ کر لے اللہ تعالیٰ اس کی پھر بھی توبہ قبول لیتا ہے اسے معاف کر دیتا ہے۔

کیونکہ شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): جب تک معاملہ ہمارے ہاتھوں میں ہے یعنی ہم توبہ کر سکتے ہیں تو ہمیں توبہ کرنی چاہیے اور بار بار توبہ کرنی چاہیے اور ہمیں حریص ہونا چاہیے کہ ہمارے نامۂ اعمال میں سوائے عمل صالح میں سے کچھ نہ لکھا جائے۔

کیسے ممکن ہے کہ صرف صالح اعمال لکھے جائیں؟ دو طریقے ہیں:

(ا) ایک عمل صالح کریں اور گناہوں سے توبہ کرتے رہیں۔ کیا بچے گا آخر میں؟ عمل صالح، لیکن توفیق اسے ملتی ہے جسے اللہ توفیق دے آپ کرنے والے بنیں کوشش کریں، سعی کریں جدوجہد کریں اور اپنا دل ربّ سے جوڑے رکھیں۔

(۲) دیکھیں ہم فرشتے نہیں ہیں ہم سے گناہ ہو جاتے ہیں اس لیے حدیث میں کیا آیا ہے؟"كلُّ ابنِ آدمَ خطَّاءٌ ، وخَيرُ الخطَّائينَ التَّوَّابونَ"۔

عجیب ہے! یعنی آپ یہ دیکھیں کہ سب سے بہترین خطاء کار کون ہے؟ کوئی کہے گا کہ کیسی بات کرتے ہو کوئی خطاء کار سب سے بہترین بھی ہوتا ہے؟! خطاء کار تو خطاء کار ہی ہوتا ہے گناہگار تو گناہگار ہی ہوتا ہے اب اُس سے بہترین کہاں سے آ گئے؟! "خَيرُ الخطَّائينَ": سب سے بہترین خطاء کار وہ ہیں جو توبہ کرتے رہتے ہیں۔

توابون ہے یا تائبون ہے کیا فرق ہے؟ "تائبون" (ایک دفعہ توبہ کی ہے بس) "توابون" (بار بار توبہ کرتے رہتے ہیں)؛ یعنی بات بار گناہ کرتے ہیں اور بار بار توبہ کرتے ہیں نا؟!

ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ جان بوجھ کے گناہ کرتے رہو، ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر گناہ ہو جاتا ہے انسان ضعیف ہے مسکین ہے، حقیر ہے فقیر ہے، شہوت کبھی غالب آ جاتی ہے انسان پر قابو نہیں پا سکتا اپنے آپ پر: خطاء گناہ ہے خطاء ہو گئی ہے، انسان جب گناہ کرتا ہے تو خطاء ہوتی ہے اُس سے نا غلطی ہو جاتی ہے، اگر عام غلطی ہوتی تو پھر توبہ کی کیا ضرورت ہے؟! خطاء کی کوئی توبہ کی ضرورت ہوتی ہے؟ انجانے میں کچھ آپ سے غلطی ہو گئی ہے ﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَآ إِن نَّسِينَآ أَوۡ أَخۡطَأۡنَا﴾ (البقرۃ:286): اس کی توبہ تو پہلے ہو گئی ہے۔

صحیح مسلم کی حدیث میں کیا آیا ہے؟ "قد فعلتُ": یہ تو ہے؛ لیکن اگر آپ سے گناہ ہو جاتا ہے "خَيرُ الخطَّائينَ التَّوَّابونَ": آپ توبہ کر لیتے ہیں۔

سوال: استغفار جو ہے خطاؤں کے لیے نہیں ہوتا اور توبہ جو ہے وہ؟

جواب: تو اُسی خطاء سے توبہ ہے نا جو اس نے کی ہے خاص طور پر؛ "خَيرُ الخطَّائينَ التَّوَّابونَ": اُسی سے جوڑا ہوا ہے نا، توبہ اس گناہ سے جو انسان کرنٹلی (Currently) کر رہا ہے، اگر دونوں ایک ساتھ ذکر ہوں تو توبہ اور استغفار؛ "اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَغْفِرُكَ وأَتُوبُ إِلَيْكَ": استغفار اُن چیزوں سے جو اس کو پتہ بھی نہیں ہیں جو بہت سے گناہ کر چکا ہے اسے یاد بھی نہیں ہیں کون سے ہیں تو اس لیے آپ کثرت سے استغفار پڑھتے ہیں وہ مٹ جاتے ہیں۔

تو یہاں پر خطاء کا ذکر بھی ہے اور توبہ کا ذکر بھی ہے یعنی یہ جو آپ نے کیا ہے آپ کو پتہ بھی ہے کون سا گناہ کیا ہے اب اس کو مٹانے کے لیے توبہ کریں، یہ بات ہے۔ تو کیا بچے گا آخر میں؟ عمل صالح ہی بچے گا نا (سبحان اللہ)۔

تو قباحت اس میں نہیں ہے کہ آپ سے گناہ ہوتا ہے گناہ ہو جاتا ہے قباحت کس چیز میں ہے؟ کہ گناہ کرنے کے بعد اس کی توبہ نہ کی جائے۔((واللہ أعلم))۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

درس کے تعلق سے کوئی سوال ہے؟

سوال: بھائی کا غالباً یہ سوال تھا حدیث میں جو آیا ہے کہ حسد دو چیزوں میں ہے، ایک تو قرآن مجید کی تلاوت میں ہے یہ پوچھ رہے تھے کیا پوچھ رہے تھے آپ؟ تو اس میں کیا مسئلہ ہے؟

خواہش ہے اور دوسری نیت ہے تو اس کے تعلق سے بتائیں۔

جواب: تو میں نے تفصیل بتا دی ہے: (ا) ایک نیت ہے آپ نیت کرتے ہیں نیک عمل کرنے کی آپ وہ کام نہیں کر سکتے، آپ شروع کرتے ہیں رُک جاتے ہیں نہیں کر سکتے رکاوٹ کوئی آجاتی ہے، آپ کو مکمل اُجر نیت کا ملے گا عمل کا بھی ملے گا۔(۲) ایک آپ صرف نیت کرتے ہیں آپ عمل کرتے نہیں ہیں؛ میں نے مثال بھی دی ہے کہ آپ اشراق کی نماز پڑھنا چاہتے ہیں (چاشت کی نماز) پھر آپ سستی محسوس کرتے ہیں نہیں پڑھتے نیت آپ کی پکی تھی کہ میں نے پڑھنی ہے لیکن آپ نہیں پڑھتے تو نیت کا اُجر آپ کو مل جائے گا (صرف نیت کا عمل کا نہیں)۔

پہلے کیا ہے؟ عمل کا اُجر بھی مل گیا، اب جب آپ نے پورا نہیں کیا آپ نے سعی کی ہے نیت بھی کی ہے لیکن آپ نے نہیں کیا کوئی رکاوٹ پیدا ہو گئی ہے؛ تو خواہش اور نیت میں یعنی یہ فرق بیان ہوتا ہے (واللہ أعلم)۔

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (080.العقیدۃ الواسطیۃ) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio